ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ النساء

آیات ۳۶ ـ ۳۷

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾

ج و ر

جَارَ ـ يَجُوْرُ (ن) جَوْرًا: (۱) کسی چیز سے ہٹ جانا' بھٹک جانا' گمراہ ہونا۔ (۲) کسی چیز کے قریب ہونا' پڑوسی ہونا' حمایتی ہونا۔

جَائِرٌ (اسم الفاعل) : بھٹکنے والا۔ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۭ﴾ (النحل:۹) ''اور اللہ پر یعنی اُس تک معتدل راہ ہے اور کوئی اس سے بھٹکنے والا ہے۔''

جَارٌ (اسمِ صفت) : پڑوسی' حمایتی۔ ﴿لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ﴾ (الانفال:۴۸) ''کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔''

اَجَارَ (افعال) اِجَارَةً : (۱) کسی کو کسی سے دور کرنا' بچانا۔ (۲) قریب کرنا' پناہ دینا۔ ﴿فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾﴾ (الملک) ''تو کون بچائے گا کافروں کو ایک دردناک عذاب سے!''

جَاوَرَ (مفاعلہ) جِوَارًا : کسی کے پڑوس میں رہنا۔ ﴿ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾﴾ (الاحزاب) ''پھر وہ لوگ تمہارے پاس نہیں رہیں گے اس میں (یعنی مدینہ میں) مگر تھوڑے دن۔''

تَجَاوَرَ (تفاعل) تَجَاوُرًا: ایک دوسرے کے قریب ہونا' متصل ہونا۔

مُتَجَاوِرٌ (اسم الفاعل) : ایک دوسرے کے قریب ہونے والا۔ ﴿وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ﴾ (الرعد:٤) ''اورزمین میں ایک دوسرے کے قریب قطعات ہیں۔''

اِسْتَجَارَ (استفعال) اِسْتِجَارَةً : پناہ مانگنا۔ ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ﴾ (التوبة:٦) ''اوراگرمشرکوں میں سے کوئی ایک پناہ مانگے تم سے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کے کلام کو' پھراس کو پہنچا دو اس کے امن کی جگہ میں۔''

ف خ ر

فَخَرَ یَفْخُرُ (ن) فَخْرًا :فخر کرنا۔

فَخُوْرٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ) : بےانتہا فخر کرنے والا' اترانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَخَّارٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ) : بہت فخر کرنے والا۔ پھر استعارۃً پانی رکھنے کے مٹکے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴿۱۴﴾﴾ (الرحمٰن) ''اس نے پیدا کیا انسان کو کھنکتی مٹی سے جیسے پانی کا مٹکا۔''

تَفَاخَرَ (تفاعل) تَفَاخُرًا :ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ ﴿وَتَفَاخُرٌ ۢ بَیْنَكُمْ﴾ (الحدید:٢٠) ''اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔''

ترکیب: ''اِحْسَانًا'' فعل محذوف ''اَحْسِنُوْا'' کا مفعول مطلق ہے' جبکہ ''بِالْوَالِدَیْنِ'' اور ''بِذِی الْقُرْبٰی'' سے ''مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ'' تک متعلق فعل ہیں۔ ''یَكْتُمُوْنَ'' کا مفعول ''مَا'' ہے۔

ترجمہ:

وَاعْبُدُوا :اورتم بندگی کرو	اللّٰهَ :اللہ کی
وَلَا تُشْرِكُوْا :اورشریک مت کرو	بِهٖ :اس کے ساتھ
شَیْئًا : کچھ بھی	وَّبِالْوَالِدَیْنِ :اور (حسن سلوک کرو) والدین سے
اِحْسَانًا : جیسا حسن سلوک کا حق ہے	وَّبِذِی الْقُرْبٰی :اورقرابت داروں سے
وَالْیَتٰمٰی :اوریتیموں سے	وَالْمَسٰكِیْنِ :اورمسکینوں سے
وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی:اوررشتہ دار پڑوسی سے	وَالْجَارِ الْجُنُبِ:اوردوروالے پڑوسی سے
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ :اور پہلو کے ساتھ رہنے والے سے	وَابْنِ السَّبِیْلِ :اورمسافروں سے
وَمَا :اوراس سے جس کے	مَلَكَتْ :مالک ہوئے
اَیْمَانُكُمْ :تمہارے داہنے ہاتھ	اِنَّ اللّٰهَ :یقیناً اللہ

لَا يُحِبُّ : پسند نہیں کرتا	مَنْ : اس کو جو
كَانَ : ہو	مُخْتَالًا : تکبّر کرنے والا
فَخُوْرًا : اترانے والا	الَّذِيْنَ : وہ (لوگ) جو
يَبْخَلُوْنَ : کنجوسی کرتے ہیں	وَيَاْمُرُوْنَ : اور ترغیب دیتے ہیں
النَّاسَ : لوگوں کو	بِالْبُخْلِ : کنجوسی کی
وَيَكْتُمُوْنَ : اور چھپاتے ہیں	مَآ : اس کو جو
اٰتٰىهُمُ : دیا ان کو	اللّٰهُ : اللہ نے
مِنْ فَضْلِهٖ : اپنے فضل سے	وَاَعْتَدْنَا : اور ہم نے تیار کیا
لِلْكٰفِرِيْنَ : کافروں کے لیے	عَذَابًا مُّهِيْنًا : ایک رسوا کرنے والا عذاب

نوٹ: ان آیات میں اصل ہدایت حقوق العباد کی ہے' لیکن بات کی ابتدا حقوق اللہ سے کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برادری یا سوسائٹی کے دباؤ اور حکومت کے قوانین سے بچنے کی کوئی راہ انسان تلاش کر ہی لیتا ہے۔ کسی کو دوسروں کا حق ادا کرنے کے لیے حقیقتاً اگر کوئی چیز آمادہ کر سکتی ہے تو وہ صرف اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف ہے۔ اس لیے دوسروں کا حق ادا کرنے کی تاکید سے پہلے اس احساس کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

جس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو گیا' اسے سب سے پہلے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کن لوگوں کا ہم پر حق بنتا ہے' جو ہمیں ادا کرنا ہے۔ آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس ضمن میں وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کے الفاظ غور طلب ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں' ہم پہلو ساتھی یعنی ہم نشین۔ یہ بہت ہمہ گیر لفظ ہے۔ اس میں بیوی' بچے' دیگر اہل خانہ اور قریبی پڑوسی کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے کاروبار' ملازمت' سفر اور بازار میں خرید و فروخت کے دوران ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح آج کل غلام نہیں ہوتے لیکن ان کی جگہ گھریلو ملازمین کے حقوق آ جاتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ اس کے لیے نبی کریم ﷺ ایک اصولی راہنمائی دے گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اس اصول کے تحت ہر شخص آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ دوسروں کے اس پر کیا حقوق ہیں۔ البتہ چند تعلقات کے کچھ پہلوؤں کی اس اصول سے پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شوہر بیوی بن کر نہیں سوچ سکتا کہ وہ اپنے لیے کیا پسند کرتی ہے' نہ ہی بیوی شوہر بن کر سوچ سکتی ہے۔ ایک بچہ جب تک خود باپ نہ بن جائے' اس وقت تک وہ نہیں سوچ سکتا کہ ایک والد کیا پسند کرتا ہے۔ تعلقاتِ باہمی کے ایسے پہلوؤں کی وضاحت قرآن مجید اور احادیث میں کر دی گئی ہے۔

اللہ کے بعد بندوں کا حق آتا ہے' لیکن ہماری آخرت کے بننے یا بگڑنے کے لحاظ سے بندوں کا حق زیادہ خطرناک ہے' کیونکہ اللہ کے حقوق میں کوتاہی سچی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتی ہے۔ حد یہ ہے کہ بندہ اگر شرک

سے بھی سچی توبہ کرلے تو وہ بھی معاف ہو جائے گا لیکن کسی بندے کا حق اللہ بھی معاف نہیں کرے گا جب تک بندہ نہ معاف کرے اور بندوں سے معاف کرانا بھی صرف اس دنیا میں ممکن ہے' آخرت میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔

بندوں میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے' اس لیے اس کے متعلق ہدایات زیادہ ہیں۔ والدین اگر مشرک ہوں اور شرک کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں ماننی ہے' لیکن اس کے باوجود ان سے بدتمیزی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ان کی خدمت میں کوئی کمی کر سکتے ہیں (لقمان: ۱۵)۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بوڑھا پایا اور جنتی نہ ہو گیا (مسلم)۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو' اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (بخاری و مسلم)۔ والدین کی فرمانبرداری یہاں تک ہے کہ اگر آپ نفل نماز پڑھ رہے ہیں اور ان میں سے کوئی آپ کو آواز دیتا ہے تو آپ نیت توڑ کر جائیں' ان کی بات سنیں' کوئی کام ہو تو اسے کر کے پھر نماز پڑھیں۔

ہم لوگوں میں اکثریت کا تاثر یہ ہوتا ہے کہ ہم تو لوگوں کے حقوق کا خیال کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں لیکن دوسرے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ نوٹ کر لیں کہ ویسے تو صبر کرنا اچھی بات ہے' لیکن اس مرحلے پر خاموشی اختیار کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ آپ دوسروں کی آخرت کی خرابی کو گوارا کر رہے ہیں حالانکہ آپ کو اپنی آخرت کی خرابی گوارا نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ تم لوگ دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے' یعنی مناسب اور موزوں موقع و محل دیکھ کر' اور اچھی نصیحت سے' یعنی انسان کی ذہنی سطح کے مطابق دل لگتی بات کہہ کر' اور اگر کبھی بحث و مباحثہ کرنا ہی پڑ جائے تو ان لوگوں سے مباحثہ کرو خوبصورت انداز میں' کیونکہ غصہ کرنے سے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے تمہاری بات کی وقعت ختم ہو جاتی ہے (النحل: ۱۲۵)۔ اس لیے ادائیگی حقوق میں اگر کسی کی کوتاہی ہمارے علم میں آئے تو اسے آگاہ کر دینا چاہیے۔ معاشرے میں یہ روش عام ہو گئی تو کوئی ہماری کوتاہی سے ہم کو آگاہ کر دے گا۔ اگر سب نے خاموشی اختیار کرنے کی روش اپنا لی تو حق تلفیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا اور معاشرے کا حسن جاتا رہے گا۔

دوسروں کو ان کی کوتاہی سے آگاہ کرنے کے لیے جس احسن طریقے کی مذکورہ آیت میں ہدایت ہے' اس کی عملی تفسیر کی جانب ایک حدیث سے راہنمائی ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مسلمان' مسلمان کا آئینہ ہے''۔ اب غور کریں کہ آئینہ کیا کرتا ہے۔ آپ کے سراپا چہرے پر' جہاں آپ کی نظر نہیں جاتی' اگر کوئی ناپسندیدہ چیز لگی ہوئی ہے' تو آئینہ آپ کو آگاہ کر دیتا ہے۔ آئینہ کا دوسرا کام یہ ہے کہ آپ کی ناپسندیدہ چیز سے وہ نہ صرف آپ کو آگاہ کرتا ہے' بلکہ آپ کے علاوہ کسی اور کو وہ کبھی نہیں بتاتا۔ آئینہ کا تیسرا کام یہ ہے کہ اس کی بتائی ہوئی چیز کو اگر آپ خود سے دور نہیں کرتے یعنی آئینہ کا مشورہ قبول نہیں کرتے تو وہ آپ سے ناراض نہیں ہوتا' نہ وہ کسی سے آپ کی شکایت کرتا ہے اور نہ ہی آپ سے قطع تعلق کرتا ہے بلکہ اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ احسن طریقے سے دوسروں کی اصلاح کرنے کے یہ تین اصول ہیں جو رسول اللہ ﷺ ہم کو دے گئے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم اس پر عمل کریں گے' اتنا ہی معاشرے کے حسن میں اضافہ ہو گا۔

دوسروں کی اصلاح اسی کو زیب دیتی ہے جس نے خود اپنی اصلاح کر لی ہو۔ اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے رویہ کو دوسروں کے رویہ کا تابع مت بناؤ‘ جو تمہارا حق مارتا ہے تم اس کا حق ادا کرو‘ کوئی تم سے بدسلوکی کرتا ہے تو تم اس کے ساتھ ظلم مت کرو۔ (تفہیم القرآن‘ الرعد:۲۲)

آیات ۳۸ تا ۴۲

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ
يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا
مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ
حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ
وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى
بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝

ق ر ن

قَرِنَ يَقْرَنُ (س) قَرَنًا : دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا باہم جمع ہونا‘ اکٹھا ہونا‘ جڑنا۔

قَرِيْنٌ ج قُرَنَآءُ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : ہر وقت جڑا رہنے والا‘ ساتھی‘ ہم نشین۔ ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ﴾ (حٰم السجدۃ:۲۵) ’’اور ہم نے تعینات کیے ان کے لیے کچھ ساتھی۔‘‘

قَرْنٌ ج قُرُوْنٌ : زمانہ‘ ایک سو سال جمع ہونے کا عرصہ‘ پھر ایک زمانے میں ساتھ رہنے والے لوگوں کے لیے بھی آتا ہے۔ اُمت‘ جماعت۔ ﴿وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝﴾ (الانعام) ’’اور ہم نے اٹھایا ان کے بعد ایک دوسری اُمت کو‘‘۔ ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ (یونس:۱۳) ’’اور ہم ہلاک کر چکے ہیں تم سے پہلے قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا۔‘‘

قَرْنَيْنِ (قَرْنٌ کا تثنیہ): ذُوالْقَرْنَيْنِ کا مطلب ہے دو زمانوں یا دو قوموں والا۔ قرآن میں یہ ایک بادشاہ کے نام (اسمِ علم) کے طور پر آیا ہے۔ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ﴾ (الکہف:۸۳) ’’یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں۔‘‘

قَارُوْنَ : موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے ایک سرمایہ دار کا نام ہے۔ ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠﴾ (القصص:۷۶) ’’بے شک قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا پھر اس نے بغاوت کی ان سے (یعنی قوم سے)۔‘‘

اَقْرَنَ (افعال) اِقْرَانًا : دو یا زیادہ چیزوں کو اکٹھا کرنا‘ باندھنا۔

مُقْرِنٌ (اسم الفاعل) : باندھنے والا۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝﴾ (الزخرف) ’’پاک ہے وہ جس نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور ہم نہیں تھے اس کو باندھنے والے (یعنی قابو

پانے والے)۔''

قَرَّنَ (تفعیل) تَقْرِیْنًا :خوب کس کے باندھنا۔

مُقَرَّنٌ (اسم المفعول) :کس کے باندھا ہوا۔﴿وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۴۹﴾ (ابراھیم) ''اور تو دیکھے گا اس دن مجرموں کو بندھے ہوئے بیڑیوں میں۔''

اِقْتَرَنَ (افتعال) اِقْتِرَانًا: اہتمام سے متصل ہونا' جڑنا۔

مُقْتَرِنٌ (اسم الفاعل) : جڑنے والا۔ ﴿اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۵۳﴾ (الزخرف) ''یا آتے فرشتے اس کے ساتھ متصل ہونے والے ہوتے ہوئے (یعنی ساتھ رہنے والے)۔''

ث ق ل

ثَقَلَ ۔ يَثْقُلُ (ن) ثَقْلًا :وزن معلوم کرنے کے لیے ہاتھ میں اٹھانا۔

ثَقَلٌ ج اَثْقَالٌ (اسم ذات) : وزن' بوجھ۔ ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ﴾ (العنکبوت:۱۳) ''اور وہ لوگ لازماً اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ دوسرے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ۔''

مِثْقَالٌ (اسم الآلہ) :تولنے کے اوزان' باٹ۔آیت زیر مطالعہ۔

ثَقُلَ يَثْقُلُ (ک) ثِقَالَةً: وزنی ہونا' بھاری ہونا۔﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۸﴾ (الاعراف) ''پس بھاری ہوئے جس کے پلڑے تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔''

ثَقِيْلٌ ج ثِقَالٌ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : وزنی' بھاری۔ ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۵﴾ (المزمل) ''بے شک ہم ڈالیں گے آپ پر ایک بھاری بات''۔ ﴿وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۱۲﴾ (الرعد) ''اور وہ اٹھاتا ہے بھاری بدلیوں کو۔''

اَثْقَلَ (افعال) اِثْقَالًا : کسی کو بھاری کرنا' کسی پر بوجھ لادنا۔﴿فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ﴾ (الاعراف:۱۸۹) ''پھر جب اس نے بھاری کیا تو دونوں نے پکارا اللہ کو۔''

مُثْقَلٌ (اسم المفعول) :لدا ہوا' بوجھ تلے دبا ہوا۔﴿وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا﴾ (فاطر:۱۸)''اور جب پکارے گی کوئی لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف۔''

تَثَاقَلَ (تفاعل) اِثَّاقُلًا :بوجھ کے سبب سے کسی طرف جھک جانا' مائل ہونا' گر پڑنا۔﴿اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ط﴾ (التوبۃ:۳۸) ''جب کہا جاتا ہے تم لوگوں سے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم لوگ گرے پڑتے ہو زمین کی طرف۔''

ترکیب: ''يُنْفِقُوْنَ'' کا مفعول ''اَمْوَالَهُمْ'' ہے' جبکہ ''رِئَاءَ النَّاسِ'' حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ ''مَنْ'' شرطیہ ہے اس لیے ''يَكُنْ'' مجزوم ہوا ہے۔ ''اَلشَّيْطٰنُ'' اس کا اسم ہے اور ''قَرِيْنًا'' اس کی خبر ہے۔ ''فَسَاءَ'' فعل ذم ہے لیکن یہ جوابِ شرط بھی ہے اور آفاقی صداقت (البقرۃ:۴۹' نوٹ ۲) بھی ہے' اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ ''قَرِيْنًا'' تمیز ہے۔ ''تَكُ'' کا اسم اس میں شامل ''هِيَ'' کی ضمیر ہے اور ''حَسَنَةً'' اس کی خبر ہے۔ ''يُضٰعِفْ'' کا فاعل اس میں ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ ''وَجِئْنَا'' کا

مفعول ''بِكَ'' ہے اور ''شَهِيْدًا'' تمیز ہے۔ ''تُسَوّٰى'' فعل مضارع مجہول ہے۔ ''الْاَرْضُ'' اس کا نائب فاعل ہے۔

ترجمہ:

وَالَّذِيْنَ : اور وہ (لوگ) جو
يُنْفِقُوْنَ : خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَهُمْ : اپنے مالوں کو
رِئَآءَ النَّاسِ : لوگوں کو دکھاتے ہوئے
وَلَا يُؤْمِنُوْنَ : اور ایمان نہیں لاتے
بِاللّٰهِ : اللہ پر
وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ : اور نہ ہی آخری دن پر
وَمَنْ : اور وہ
يَّكُنِ : ہوا
الشَّيْطٰنُ : شیطان
لَهٗ : جس کا
قَرِيْنًا : ساتھی
فَسَآءَ : تو وہ برا ہے
قَرِيْنًا : بطور ساتھی کے
وَمَاذَا : اور کیا ہے
عَلَيْهِمْ : ان پر
لَوْ : اگر
اٰمَنُوْا : وہ ایمان لائیں
بِاللّٰهِ : اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ : اور آخری دن پر
وَاَنْفَقُوْا : اور خرچ کریں
مِمَّا : اس میں سے جو
رَزَقَهُمُ : عطا کیا ان کو
اللّٰهُ : اللہ نے
وَكَانَ : اور ہے
اللّٰهُ : اللہ
بِهِمْ : ان کو
عَلِيْمًا : جاننے والا
اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ
لَا يَظْلِمُ : ظلم نہیں کرتا
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ : کسی ذرے کے ہم وزن
وَاِنْ : اور اگر
تَكُ : وہ ہو
حَسَنَةً : کوئی نیکی
يُّضٰعِفْهَا : تو وہ کئی گنا بڑھاتا ہے اس کو
وَيُؤْتِ : اور وہ دیتا ہے
مِنْ لَّدُنْهُ : اپنے پاس سے
اَجْرًا عَظِيْمًا : ایک شاندار بدلہ
فَكَيْفَ : تو کیسا ہوگا (ان کا حال)
اِذَا : جب
جِئْنَا : ہم لائیں گے
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ : ہر اُمت سے
بِشَهِيْدٍ : ایک گواہ کو
وَّجِئْنَا : اور ہم لائیں گے
بِكَ : آپؐ کو
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ : ان لوگوں پر
شَهِيْدًا : بطور گواہ
يَوْمَئِذٍ : اس دن
يَّوَدُّ : چاہیں گے
الَّذِيْنَ : وہ (لوگ) جنہوں نے

كَفَرُوْا : كفر كيا	وَعَصَوُا : اور نافرمانی کی
الرَّسُوْلَ : اِن رسولؐ کی	لَوْ : کہ کاش
تُسَوّٰی : ہموار کر دیا جائے	بِهِمُ : ان پر
الْاَرْضُ : زمین کو	وَلَا يَكْتُمُوْنَ : اور وہ نہیں چھپائیں گے
اللّٰهَ : اللہ سے	حَدِيْثًا : کوئی بات

نوٹ ۱: آیت ۴۱ میں ''هٰٓؤُلَآءِ'' کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی اُمت کی طرف ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت کے اعمال آپؐ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اس طرح اس آیت سے معلوم ہوا کہ گزشتہ اُمتوں کے انبیاء اپنی اپنی اُمت پر بطور گواہ پیش ہوں گے اور آپؐ بھی اپنی اُمت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲: قرآن مجید کے اس اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو اپنی کسی اُمت کے متعلق گواہی دے، ورنہ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر ہوتا۔ اس اعتبار سے یہ آیت ختم نبوت کی دلیل بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت ۴۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

س ك ر

سَكَرَ ۔ يَسْكُرُ (ن) سَكْرًا : کسی چیز کی روانی کو روک دینا، جیسے دریا پر بند بنانا۔

سَكِرَ ۔ يَسْكَرُ (س) سَكَرًا : عقل کی روانی کا رک جانا، غصہ یا نشے سے مدہوش ہونا۔

سَكَرٌ : مدہوش کرنے والی چیز، نشہ آور چیز۔ ﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا﴾ (النحل:٦٧) ''تم لوگ بناتے ہو اس سے نشہ آور چیز۔''

سَكْرَةٌ : مدہوشی، نشہ۔ ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ﴾ (قٓ:١٩) ''اور آتی ہے موت کی مدہوشی حق کے ساتھ۔''

سُكْرٰى : مبالغہ کے وزن فَعْلَانُ کی مؤنث فَعْلٰی اور جمع فُعَالٰی کے وزن پر آتی ہے۔ اس طرح سَكِرَ کے مبالغہ سَكْرٰى کی جمع سُكَارٰى ہے جسے قرآن مجید میں سُكٰرٰى لکھا گیا ہے۔ بہت زیادہ مدہوش ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

سَكَّرَ (تفعیل) تَسْكِيْرًا : گلا گھونٹنا، روک دینا۔ ﴿اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا﴾ (الحجر:١٥) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ باندھ دی گئیں ہماری نگاہیں۔''

غ س ل

غَسَلَ۔ یَغْسِلُ (ض) غَسْلاً: کسی چیز کو پانی سے دھونا، میل کچیل دور کرنا۔

اِغْسِلْ (فعل امر): تو دھو۔ ﴿اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ﴾ (المائدۃ:٦) ''جب بھی تم لوگ کھڑے ہو نماز کے لیے تو تم لوگ دھولو اپنے چہروں کو۔''

غِسْلِیْنٌ: دور کیا ہوا میل کچیل، زخموں کا دھوون۔ ﴿وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ﴾ (الحاقۃ) ''اور کوئی کھانا نہیں ہوگا مگر زخموں کے دھوون میں سے۔''

اِغْتَسَلَ (افتعال) اِغْتِسَالاً: اہتمام سے دھونا، نہانا، غسل کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مُغْتَسَلٌ (اسم المفعول جو ظرف کے معنی میں آتا ہے): نہانے کی جگہ، غسل خانہ۔ ﴿ھٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ﴾ (صٓ:٤٢) ''یہ ٹھنڈا کرنے والی نہانے کی جگہ ہے۔''

ل م س

لَمَسَ یَلْمُسُ وَیَلْمِسُ (ن۔ض) لَمْسًا: (١) کسی چیز کو چھونا (٢) کسی چیز کو ڈھونڈنا۔ ﴿وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ﴾ (الجن:٨) ''اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو۔''

لَامَسَ (مفاعلہ) مُلَامَسَۃً: ایک دوسرے کو چھونا، مباشرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِلْتَمَسَ (افتعال) اِلْتِمَاسًا: اہتمام سے ڈھونڈنا، تلاش کرنا۔

اِلْتَمِسْ (فعل امر): تو تلاش کر۔ ﴿قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾ (الحدید:١٣) ''کہا جائے گا تم لوگ واپس جاؤ اپنے پیچھے پھر تلاش کرو نور کو۔''

غ و ط

غَاطَ۔ یَغُوْطُ (ن) غَوْطًا: گڑھا کھودنا، کسی کو غوطہ دینا۔

غَائِطٌ (اسم الفاعل): غوطہ دینے والا۔ پھر استعارۃً رفع حاجت کی جگہ کے لیے بھی آتا ہے، یعنی بیت الخلاء، لیٹرین، باتھ روم، کیونکہ اس زمانہ میں بیت الخلاء کے لیے نشیبی زمین کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ آیت زیر مطالعہ۔

م س ح

مَسَحَ۔ یَمْسَحُ (ف) مَسْحًا: کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا، پونچھنا، مسح کرنا۔

اِمْسَحْ (فعل امر): تو مسح کر۔ آیت زیر مطالعہ۔

اَلْمَسِیْحُ (فَعِیْلٌ کا وزن): حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے، کیونکہ ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریض اچھے ہو جاتے تھے۔

ترکیب: ''وَلَا جُنُبًا'' حال ہے اور ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ'' پر عطف ہے۔ ''عَابِرِیْنَ'' بھی حال ہونے کی وجہ سے حالتِ نصبی میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ''مَرْضٰی'' سے ''مَآءً'' تک اِن کی شرط ہے اور ''فَتَیَمَّمُوْا'' جواب شرط ہے، جبکہ ''فَامْسَحُوْا'' اس کی وضاحت ہے۔

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے وہ لوگو جو
اٰمَنُوْا : ایمان لائے
لَا تَقْرَبُوا : تم قریب مت جاؤ
الصَّلٰوةَ : نماز کے
وَ : اس حال میں کہ
اَنْتُمْ : تم
سُكٰرٰى : مدہوش ہو
حَتّٰى : یہاں تک کہ
تَعْلَمُوْا : تم جانو
مَا : اس کو جو
تَقُوْلُوْنَ : تم کہتے ہو
وَلَا جُنُبًا : اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے
اِلَّا : مگر
عَابِرِيْ سَبِيْلٍ : کسی راستے کے گزرنے والے ہوتے ہوئے
حَتّٰى : یہاں تک کہ
تَغْتَسِلُوْا : تم غسل کرلو
وَاِنْ : اور اگر
كُنْتُمْ : تم ہو
مَّرْضٰٓى : مریض
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ : یا کسی سفر پر
اَوْ جَآءَ : یا آئے
اَحَدٌ : کوئی ایک
مِّنْكُمْ : تم میں سے
مِّنَ الْغَآئِطِ : بیت الخلاء سے
اَوْ لٰمَسْتُمُ : یا تم مباشرت کرو
النِّسَآءَ : بیویوں سے
فَلَمْ تَجِدُوْا : پھر تم لوگ نہ پاؤ
مَآءً : کوئی پانی
فَتَيَمَّمُوْا : تو تم تیمّم کرو
صَعِيْدًا طَيِّبًا : کسی پاک مٹی سے
فَامْسَحُوْا : تو ہاتھ پھیرو
بِوُجُوْهِكُمْ : اپنے چہروں پر
وَاَيْدِيْكُمْ : اور اپنے ہاتھوں پر
اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ
كَانَ : ہے
عَفُوًّا : بے انتہا درگزر کرنے والا
غَفُوْرًا : بے انتہا بخشنے والا

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور دعوت و تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔